جہاد جاری ہے

اقلیتی فیصلہ اور اس کے ذیلی تقاضے ؟

ایڈیٹر الحق کا سوالنامہ
اور
مشاہیر علم و فضل زعماء ملک و ملت کے
جوابات

تاثرات، خطرات
لائحہ عمل --- اور --- تجاویز

حکومت، عوام، علماء، مجلس عمل اور عالم اسلام کی فوری ذمہ داریاں

- آئینی فیصلہ کے بارہ میں آپ کے تاثرات اور خدشات ؟
- کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی ؟
- ملک و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی اثرات ---- ؟
- ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریق کار اور لائحہ عمل ---- ؟

(سمیع الحق)

الشیخ محمد صالح القزاز سیکرٹری جنرل
رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

حضرة المكرم الفاضل الشيخ عبد الحق المحترم - بشاور - الباكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

تسلمت رسالتكم الكريمة رقم ۹۲۳۷ وتاريخ ۱۷ سبتمبر ۱۹۷۴ التي عبرتم فيها عن ابتهاجكم وابتهاج اخواننا المسلمين بما قررته الجمعية الوطنية بشأن الطائفة القاديانية واعتبارها اقلية غير اسلامية .

والواقع ان ذلك فضل من الله حيث جاء الحق وزهق الباطل لان هذه الفئة عاثت في الارض فسادا ونشرت دعايتها الضالة زهاء تسعة وتسعين عاما وسيطرت على افكار كثير من المسلمين في اوربا وافريقيا حيث وقعوا في شراك ضلالها

وانا نحمد الله تعالى على ما اصاب هذه الطائفة الضالة من خزي وذلة افتضح امرها وما بثته من عوامل الفرقة بين المسلمين في السياسة والمجتمع على السواء ونرجو الله الا تقوم لها قائمة بعد الآن وان يتنبه اخواننا المسلمون الى دسائسها

ونواياها السيئة ومكايدها التي تستر بها ضد المسلمين الحقيقيين.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته. الامين العام ـ محمد صالح القزاز

(۱۳/۹/۹۴م)

ترجمہ: قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارہ میں قومی اسمبلی کے شاندار فیصلے پر آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مسرتوں کی غمازی کرنے والا گرامی نامہ موصول ہوا۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ حق غالب ہوا اور باطل مٹ گیا۔ اس لئے کہ اس فرقہ نے زمین میں فساد برپا کیا تھا، اور اس کی گمراہ کن جھوٹی دعوت تقریباً ۹۹ برس تک پھیلتی رہی جو یورپ اور افریقہ میں بہت سے مسلمانوں کی فکری گمراہی اور کجروی کا ذریعہ بنی۔ آج ہم اس فرقہ ضالہ کی رسوائی اور مسلمانوں میں اس کی سیاسی اور اجتماعی اور تفرقہ انگیزیوں اور ریشہ دوانیوں کی قلعی کھل جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس فرقہ کے قدم کہیں نہ جم سکیں گے ہمیں توقع ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان لوگوں کی سازشوں خفیہ مذموم منصوبوں اور ان فریب کاریوں پر گہری نظر رکھیں گے۔ جو یہ لوگ سچے اور حقیقی مسلمانوں کے خلاف بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی محمد صالح القزاز)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قائد جمعیۃ العلماء اسلام

شیخ الحدیث قاسم العلوم ـ ملتان

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ ومن اتبع جندہ۔

پاکستان کی پارلیمنٹ نے عقیدہ ختم نبوت کو دستوری تحفظ دے کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ یقیناً ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ اس سلسلے میں پوری قوم اور پاکستانی ملت، اور جملہ ارکان پارلیمنٹ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ارکان خصوصیت سے مستحق تبریک ہیں جنہوں نے تین ماہ کی طویل جدوجہد میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور حکومت کے مرتشدد کا نشانہ بن کر اس تحریک کو کامیاب بنایا۔ بہت سے مقامات پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ مساجد میں جوتوں سمیت داخل ہو کر بے گناہ نہتے مسلمانوں پر ظلم کیا۔ تھانوں میں فدائیان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض جگہ ایسی دلخراش حرکتیں روا رکھی گئی ہیں جن کا ذکر بھی کسی شریف انسان کے لئے ممکن نہیں۔ بعض مقامات پر شہیدوں کے خون کا

نذرانہ بھی پیش کیا۔ بہرحال جن حضرات نے بھی اس سلسلہ میں کوئی خدمت، محنت اور قربانی حسن نیت اور خلوص سے پیش کی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ اس کی نجات آخروی کے لئے کافی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض سنجیدہ قسم کے لوگوں سے متعلق یہ سن کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ مسئلہ ختم نبوت کے اس حل کا سہرا صرف اور صرف وزیر اعظم بھٹو کے سر باندھنے کی سعی نا مشکور میں مصروف ہیں۔ مسٹر بھٹو نے عوامی جدوجہد کے سامنے مجبور ہوکر اس فیصلہ کی تصدیق کی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اسمبلی کے اندر اور باہر انہیں کن مشکلات کا سامنا ہوا۔ جس کے بعد انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے۔ ہم جب پوری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں۔ تو ہم نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پوری قوم کو انہیں اور ان کی پارٹی کو مستثنیٰ کئے بغیر ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے۔ نہ ہم نے اپنی جماعت کے لئے کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہے نہ ہم اس خالص مذہبی مسئلے کو سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جدوجہد کو قبول فرماکر ہر ایک شریک کار کو اس کا ثمرہ دنیا و آخرت میں عطا فرما دے۔

برصغیر پاک و ہند کے لوگوں نے برطانوی سامراج کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے آزادی کا مطالبہ کیا۔ جدوجہد کی۔ آخر جدوجہد کامیاب ہوئی۔ اور برطانیہ کی لیبر پارٹی کی گورنمنٹ اور اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر اٹیلے نے بامر مجبوری ہمارا مطالبہ تسلیم کرکے ہمیں آزادی دی۔ تو کیا ہندوستان کی آزادی کے لئے مسٹر اٹیلے اور لیبر پارٹی کی برطانوی گورنمنٹ کے نعرے لگائے جائیں۔ یا مجاہدین تحریک آزادی کو زندہ باد کہا جاوے۔

تازہ واقعہ ہے کہ الجزائر نے فرانس کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ۷ لاکھ سے دس لاکھ تک مجاہدین کا خون پیش کیا۔ آخرکار فرانس کی حکومت نے آزادی کا مطالبہ تسلیم کرکے الجزائر کو آزاد کر دیا تو اب فرانس اور جنرل ڈیگال مبارکباد کے مستحق ہیں۔ یا الجزائر کے شہداء و مجاہدین۔

انڈونیشی عوام نے سوئیکارنو کے زیر قیادت "ڈچ" قوم سے طویل جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کی۔ ڈچ قوم نے مطالبہ مانا۔ اب کون مبارکباد کا مستحق ہے۔ بہرحال ختم نبوت کی تحریک کے مجاہدین کے تو اذیت تشدد ظلم خونریزی بربریت کا جرم جس کے کھاتے میں پڑتا ہے۔ کم از کم تحریک کی کامیابی کا سہرا ایسے لوگوں کے سروں پر تو نہیں باندھا جا سکتا۔ پیپلز پارٹی ہی ایک ایسی پارٹی ہے جس کے ارکان نے انفرادی یا اجتماعی طور پر قوم کے اس عظیم مطالبے اور تحریک کا ہرگز ساتھ نہیں دیا۔ اور الگ تھلگ رہ کر عملاً ثابت کر دیا۔ کہ ان کا اس مطالبہ اور تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر پیپلز پارٹی یا اس کے چیئرمین ہی کو مدار المہام کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ فیا للعجب۔

الغرض مجموعی طور پر قوم اور اس کے نمائندوں نے ایک تاریخی فیصلہ صادر فرما کر دستوری طور پر مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو خارج از اسلام قرار دیدیا۔ اور انہیں پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، بدھسٹ، شیڈول کاسٹ (اچھوت، چوہڑے، چماروں) کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اور یہ طے کر لیا کہ:

۱۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت کسی شکل کی خیال کے مطابق ملتی ہے وہ غیر مسلم ہے۔

۲۔ جو شخص ایسی کسی نبوت کا اپنے لئے دعویٰ کرتا ہے، وہ غیر مسلم ہے۔

۳۔ جو ایسے مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے۔ وہ غیر مسلم ہے۔

۴۔ جو ایسے مدعی نبوت کو مذہبی مصلح مانتا ہے، وہ غیر مسلم ہے۔ یہ بھی طے ہوا کہ جو مرزائی منافق بن کر خود کو مسلمان کہلاتے۔ وہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ نہیں کر سکے گا۔ اگر کرے گا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔ جو دو سال قید یا مشقت تک ہو سکتی ہے۔

جو مرزائی اپنے کو کافر تسلیم کرے تو وہ دستور کے مطابق اپنے مذہب کی تبلیغ قانون اور امن عامہ کے دائرہ میں کرے گا۔ اگرچہ ایسے واضح غیر مسلم شخص کی تبلیغ کا کسی پر اثر پڑنے کا کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کو ان فیصلوں پر خوش ہو کر غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ ابھی اس مسئلہ سے ذیلی مسائل بہت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کا حل بھی ضروری ہے۔ عنقریب میں اس سلسلے میں حکومت کے نمائندوں سے مل کر ان چند مسائل کے حل کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ اللہ توفیق دے۔ بظاہر ذیلی مسائل یہ ہیں:

۱۔ مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے اوقاف کو حکومت اپنی تحویل میں لے۔ تاکہ اسلام کی اشاعت کے لئے لوگوں نے جو جائدادیں وقف کی ہیں۔ ان کی آمدنی غیر اسلامی کسی مذہب کی اشاعت پر صرف نہ ہوں ۔۔۔۔

۲۔ ربوہ میں واقع سفید زمین کو مسلمانوں میں فوراً تقسیم کر کے اُسے کھلا شہر قرار دینے کی عملی صورت پیدا کی جاوے۔

۳۔ لاہوری گروہ نے انجمن بنائی ہے۔ وہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ لہٰذا یہ نام قانوناً تبدیل کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ اب وہ اسلام کی اشاعت کا کام نہیں کر رہا۔

۴۔ مرزائی اپنی تبلیغ اسلام کے نام سے نہیں کر سکیں گے۔ ان پر قانونی پابندی عائد کرنی ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا مذہب اب قانوناً اسلام نہیں رہا۔